خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 01 مارچ 2021ء | 16 رجب 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:51

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرۡہًا ؕ وَ لَا تَعۡضُلُوۡہُنَّ لِتَذۡہَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ۚ وَ عَاشِرُوۡہُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ فَاِنۡ کَرِہۡتُمُوۡہُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡئًا وَّ یَجۡعَلَ اللّٰہُ فِیۡہِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا

(النساء:20)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ پھر لے بھاگو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

فرمانِ رسول ﷺ

تمہارے نفس کا اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے

حضرت وہبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ کے درمیان بھائی چارہ کروایا۔ حضرت سلمانؓ، حضرت ابو درداءؓ کو ملنے آئے تو دیکھا کہ ابو درداء کی بیوی نے پراگندہ حالت میں اپنا حلیہ عجیب بنایا ہوا تھا۔ سلمانؓ نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابو درداءؓ کو تو اس دنیا کی ضرورت ہی نہیں وہ تو دنیا سے بے نیاز ہے۔ اسی اثناء میں ابو درداءؓ بھی آ گئے۔ انہوں نے حضرت سلمانؓ کے لئے کھانا تیار کروایا اور ان سے کہا کہ آپ کھائیں میں نے تو (نفلی) روزہ رکھا ہوا ہے۔ سلمانؓ نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے روزہ کھول لیا۔ اور جب رات ہوئی تو ابو درداءؓ نماز کے لئے اٹھنے لگے۔ سلمانؓ نے ان کو کہا ابھی سوئے رہو چنانچہ وہ سو گئے۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ نماز کے لئے اٹھنے لگے تو سلمانؓ نے انہیں کہا کہ ابھی سوئے رہیں۔ پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمانؓ نے کہا کہ اب اٹھو۔ چنانچہ دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ پھر سلمانؓ نے کہا اے ابو درداءؓ! تمہارے پروردگار کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ پس ہر حقدار کو اس کا حق دو۔ اس کے بعد ابو درداءؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا حضور ﷺ نے فرمایا سلمانؓ نے ٹھیک کیا ہے۔‘‘

(بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع)

فرمانِ خلیفۂ وقت

مرد سربراہ کی حیثیت سے گھر والوں کے حقوق کا خیال رکھے

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یاد رکھیں کہ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر بھی نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے، انہیں بھی وقت دے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت صرف کرے چاہے ہفتہ کے دو دن ہی ہوں، ویک اینڈز پر جو ہوتے ہیں۔ انہیں مسجد سے جوڑے، انہیں جماعتی پروگراموں میں لائے، ان کے ساتھ تفریحی پروگرام بنائے، ان کی دلچسپیوں میں حصہ لے تاکہ وہ اپنے مسائل ایک دوست کی طرح آپ کے ساتھ بانٹ سکیں۔ بیوی سے اس کے مسائل اور بچوں کے مسائل کے بارے میں پوچھیں، ان کے حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ایک سربراہ کی حیثیت آپ کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی جگہ کے سربراہ کو اگر اپنے دائرہ اختیار میں اپنے رہنے والوں کے مسائل کا علم نہیں تو وہ تو کامیاب سربراہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے بہترین نگران وہی ہے جو اپنے ماحول کے مسائل کو بھی جانتا ہو۔ یہ قابل فکر بات ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے اپنی نگرانی کے دائرے سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں یا آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور اپنی دنیا میں مست رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو مومن کو، ایک احمدی کو ان باتوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ مومن کے لئے تو یہ حکم ہے کہ دنیاداری کی باتیں تو الگ رہیں، دین کی خاطر بھی اگر تمہاری مصروفیات ایسی

بقیہ صفحہ 9 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

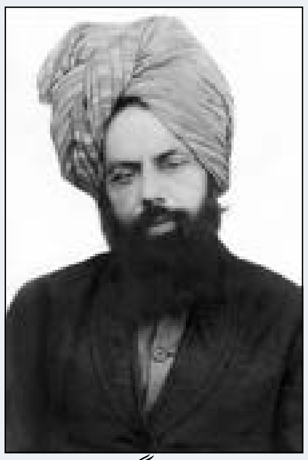

بیویوں سے حسن سلوک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’دل دُکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین اُن کو اپنے سے جُدا اور دوسرے کے حوالے کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں اُن کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوۡہُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ کے حکم سے ہی کر سکتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7، صفحہ 65، ایڈیشن 1984ء)

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے

’’مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے۔ پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقع پر استعمال کرے مثلاً ایک قوت غضبی ہے۔ جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 208۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

بیویوں اور خاوندوں میں تعلق سچے اور حقیقی دوستوں جیسا ہونا چاہئے

’’چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اُس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 418 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں

’’فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 1۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- معرفت حق (کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

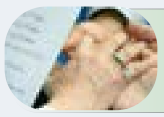

دربارِ خلافت

ہر ایک مسلمان اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے اور اس سے مغلوب نہیں ہوتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

تو یہ ہے غیرتِ رسول کا ایسا اظہار کہ جس سے دوسرے کو خود ہی احساس ہو جائے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں حدّ ادب کے اندر رہتے ہوئے بات کرنی ہے۔

غرض کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے عمل سے بھی اور اپنی تحریر و تقریر سے بھی دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ حقیقی عشقِ رسول اور غیرتِ رسول کیا ہے؟ اور پھر اپنی جماعت میں بھی یہی روح پھونکی۔ یہ غیرتِ رسول دکھاؤ، لیکن قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے۔ ہر کارروائی کرو لیکن قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے۔ چنانچہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک دل آزار کتاب ایک آریہ نے لکھی اور پھر ورتمان جو رسالہ تھا اس میں بعد میں ایک مضمون بھی شائع کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کے ردّ کے لئے ہر قسم کی کوشش کی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی نصیحت فرمائی کہ ’’مسلمان کو چاہئے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو بچانے کے لئے غیرت دکھائیں مگر ساتھ ہی یہ بھی دکھا دیں کہ ہر ایک مسلمان اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے اور اس سے مغلوب نہیں ہوتا۔ جب مسلمان یہ دکھا دیں گے تو دنیا ان کے مقابلے سے خود بخود بھاگ جائے گی‘‘۔ (الفضل 5 جولائی 1927ء صفحہ 7 بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 5 صفحہ 41)

اسی دوران آپ نے ایک پوسٹر بھی شائع کروایا۔ اس کے الفاظ دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ کس قدر غیرت کا مظاہرہ آپ نے فرمایا اور مسلمانوں کو بھی غیرت دکھانے پر آمادہ کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراضات ہو رہے تھے تو آپ نے اس میں فرمایا کہ ’’کیا اس سے زیادہ اسلام کے لئے کوئی اور مصیبت کا دن آ سکتا ہے؟ کیا اس سے زیادہ ہماری بیکسی کوئی اور صورت اختیار کر سکتی ہے؟ کیا ہمارے ہمسایوں کو یہ معلوم نہیں کہ ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی واَھلی کو اپنی ساری جان اور سارے دل سے پیار کرتے ہیں اور ہمارے جسم کا ذرّہ ذرّہ اس پاکبازوں کے سردار کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے۔ اگر وہ اس امر سے واقف ہیں تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے اور ہمارے سینوں کو چھیدا جائے اور ہماری ذلت اور بے بسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے اور ہم پر ظاہر کیا جائے کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی ہوئی جوتی کی ہوتی ہے۔ لیکن مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور راستہ نہیں ملتا؟۔ ہماری جانیں حاضر ہیں۔ ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں۔ جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے لیں لیکن خدارا نبیوں کے سردار کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم بھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور مَیں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درندوں اور بَن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ان لوگوں سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے ہیں۔ بے شک وہ قانون کی پناہ میں جو کچھ چاہیں کر لیں اور پنجاب ہائی کورٹ کے تازہ فیصلے کی آڑ میں (اس وقت فیصلہ ہوا تھا جو مسلمانوں کے خلاف ہوا تھا) جس قدر چاہیں ہمارے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے لیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ گورنمنٹ کے قانون سے بالا اَور قانون بھی ہے اور وہ خدا کا بنایا ہوا قانونِ فطرت ہے۔ وہ اپنی طاقت کی بِنا پر گورنمنٹ کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہیں لیکن قانونِ قدرت کی زد سے نہیں بچ سکتے۔ اور قانونِ قدرت کا یہ اٹل اصل پورا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس کی ذات سے ہمیں محبت ہوتی ہے اس کو برا بھلا کہنے کے بعد کوئی شخص ہم سے محبت اور صلح کی توقع نہیں رکھ سکتا‘‘۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 597 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اس وقت جب یہ ہوا اور پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں قانون میں تبدیلی بھی ہوئی اور یہ قانون پاس ہوا کہ جو انبیاء ہیں اور جو کسی بھی مذہب کے فرقے کے سربراہ ہیں ان کو برا بھلا نہیں کہا جا سکتا۔ اب آگے چلیں۔ احمدیوں کی تاریخ میں آج سے بیس سال یا پچیس سال پہلے بدنامِ زمانہ سلمان رشدی نے جو اپنی مکروہ کتاب لکھی تھی تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خود بھی خطبوں میں اس کا جواب دیا اور پھر کتابی شکل میں بھی جواب لکھوایا گیا جو انگریزی میں چھپا، جس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔ اس کے اردو ترجمہ کا نام ’’سلمان رشدی بھوتوں کے آسیب میں‘‘ ہے۔

2005ء میں جب ڈنمارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیہودہ تصاویر بنائی گئیں تو ڈنمارک مشن نے بھی اور مَیں نے بھی خطبات کے ذریعہ اس کا جواب دیا۔ قانون کے اندر رہتے ہوئے کارروائیاں بھی کیں۔ ہالینڈ کے ممبر آف پارلیمنٹ کی طرف سے قرآنِ کریم پر حملہ ہوا، اسلام پر حملہ ہوا تو ان کے جوابات دیئے گئے۔ تو قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے غیرت کا مظاہرہ ہے جو ایک حقیقی مسلمان کا سرمایہ ہے۔ قانون سے باہر نکل کر ہم جو بھی عمل کریں گے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صدق و وفا کا تعلق نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ 21/ جنوری 2011ء)

معرفت حق

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

آواز آرہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

جب تک عمل نہیں ہے دل پاک و صاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کے طواف سے

باہر نہیں اگر دل مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے

وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائیدِ حق نہ ہو مددِ آسماں نہ ہو

مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں

دینِ خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے

دینِ خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا

جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں ان میں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم

وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
بت ترک کرکے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

(اخبار الحکم 24 نومبر 1901ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26؍ فروری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

حضرت عثمانؓ تو وہ انسان تھے جنہوں نے اسلام کی اتنی خدمات کی تھیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اب جو چاہیں کریں خدا ان کو نہیں پوچھے گا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ نیکی میں اس قدر ترقی کر گئے تھے کہ یہ ممکن ہی نہیں رہا تھا کہ ان کا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہو

چار مرحومین مکرم عبدالقادر صاحب (شہید) بازید خیل پشاور، مکرم اکبر علی صاحب اسیر راہِ مولیٰ آف شوکت کالونی ضلع ننکانہ صاحب، مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب وکیل المال ثالث و نائب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان اور مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26؍ فروری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم عطاء النور ہادی صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عثمانؓ کے زمانے کی فتوحات کا ذکر چل رہا تھا، آج وہی بیان کروں گا۔ آپؓ کے عہدِ خلافت میں فتح طبرستان 30؍ ہجری، فتح آرمینیا اور فتح خراسان 31؍ ہجری اسی طرح موجودہ افغانستان کے بعض علاقے 32؍ ہجری میں فتح ہوئے۔ اہلِ روم کے ساتھ معرکہ صواری 31؍ یا 34؍ ہجری میں پیش آیا۔ 32؍ ہجری میں امیر معاویہ بلادِ روم میں پیش قدمی کرتے ہوئے قسطنطنیہ کے دروازے پر جا پہنچے۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے فرنگیوں یعنی فرنچ اور بربریوں کو افریقہ اور اندلس میں شکست دی تو رومی بڑے سیخ پا ہوئے اور قسطنطین بن ہرقل کے پاس جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف پانچ سو بحری جہازوں پر مشتمل عدیم المثال لشکر لے کر نکلے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو سخت مقابلہ ہوا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ حضرت عثمانؓ کے دَور میں برِّ صغیر پاک و ہند میں تب اسلام پہنچا جب آپؓ نے حضرت عبید اللہ بن معمر کو فوج کا ایک دستہ دے کر مکران اور سندھ کی طرف بھیجا جہاں فتوحاتِ مکران میں انہوں نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ اسی طرح حضرت مجاشع بن مسعود سلمی نے اسلامی فوج کے ایک دستے کی قیادت کرتے ہوئے موجودہ افغانستان کے دار الحکومت کابل میں مخالفین اسلام سے جہاد کیا۔ اس زمانے میں کابل بلادِ ہند میں شمار ہوتا تھا۔ حضرت مجاشع نے پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں مخالفینِ اسلام سے جنگ کی اور اس سے ملحقہ علاقے سجستان پر علمِ اسلام لہرایا۔ جس کے بعد مسلمانوں نے برِّ صغیر کے ان علاقوں میں سُکونت اختیار کر لی۔

حضرت عثمانؓ کے دَورِ خلافت میں فتنوں کے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیاں بھی موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ سے فرمایا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے۔ اگر لوگ اسے اتارنے کا مطالبہ کریں تو اسے ہرگز نہ اتارنا۔ حضرت کعب بن عجرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک قریب کے فتنے کا ذکر فرما رہے تھے کہ ایک شخص چادر سے سر ڈھانپے ہوئے وہاں سے گزرا۔ آپؐ نے فرمایا اُس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا، اس پر مَیں نے چھلانگ لگا کر اس شخص کو پکڑا تو وہ حضرت عثمانؓ تھے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ اپنی بیماری میں حضرت عثمانؓ سے تنہائی میں ملے اور آپؐ سے گفتگو فرمانے لگے جس پر عثمانؓ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ ’یوم الدار‘ یعنی جس روز منافقین نے حضرت عثمانؓ کو گھر میں محصور کر کے انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا، اُس روز آپؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک تاکیدی ارشاد فرمایا تھا مَیں اس پر مضبوطی سے قائم ہوں۔

حضرت عثمانؓ کے دَورِ خلافت میں اختلافات کے آغاز اور اس کی وجوہات کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں بزرگ اسلام کے اولین فدائیوں میں سے ہیں۔ ان بزرگوں اور ان کے دوستوں کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ اسلام دشمنوں کی کارروائی ہے۔ نہ حضرت عثمانؓ نے اسلام میں کوئی بدعات شامل کیں اور نہ حضرت علیؓ خود خلیفہ بننا چاہتے تھے۔ حضرت عثمانؓ تو وہ انسان تھے جنہوں نے اسلام کی اتنی خدمات کی تھیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اب جو چاہیں کریں خدا ان کو نہیں پوچھے گا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ نیکی میں اس قدر ترقی کر گئے تھے کہ یہ ممکن ہی نہیں رہا تھا کہ ان کا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہو۔ آپؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال میں کوئی فساد نظر نہیں آتا لیکن ساتویں سال میں آپؓ کے بعض گورنروں کے خلاف تحریک نظر آتی ہے۔ حضرت عثمانؓ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھتے لیکن یہ لوگ سابقین اور قدیم مسلمانوں کے برابر تو نہ تھے چنانچہ اندر ہی اندر یہ لوگ صحابہؓ کے خلاف عوام میں جوش پھیلاتے رہے۔ ان لوگوں کا مرکز کوفہ میں تھا مگر اباحتی خیالات کے تابع شریعت پر عمل کرنے کو فعلِ عبث سمجھنے والے یہ لوگ مدینے تک پہنچ چکے تھے۔ یہ سب شورش ایک خفیہ منصوبہ کا نتیجہ تھی جس کے اصل بانی یہودی تھے اور یہ سازشی عناصر خوب جانتے تھے کہ آپؓ کی حکومت میں کوئی ظالم کمزور اور بے وارثوں پر ظلم و تعدی نہیں کر سکتا۔ حضرت عثمانؓ نے مفسدوں اور صحابۂ کرام کو جمع کیا جہاں مخبروں نے مفسدوں کی موجودگی میں ان کی سازشوں کا حال بیان کیا۔ اس پر سب صحابہؓ نے ان لوگوں کے قتل کا فتویٰ دیا لیکن حضرت عثمانؓ نے ان سے صرفِ نظر فرمایا اور ان کے لغو اور بے سروپا اعتراضات کا باری باری جواب دیا۔ صحابہؓ ان مفسدوں سے بالکل متنفر تھے وہ دیکھتے تھے کہ ان لوگوں کو جلد سزا نہ دی گئی تو اسلامی حکومت تہ و بالا ہو جائے گی۔ مگر حضرت عثمانؓ رحمِ مجسم تھے وہ چاہتے تھے کہ ان لوگوں کو ہدایت مل جائے اور یہ کفر پر نہ مریں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ شر پسند آپؓ کے عفو کو دیکھتے ہوئے اپنے گناہوں سے توبہ کرتے، جفاؤں پر پشیمان ہوتے لیکن یہ لوگ غیض و غضب کی آگ میں اور بھی زیادہ جلنے لگے اور آئندہ کے لیے اپنی بقیہ تجویز کے پورا کرنے کی تدابیر سوچتے ہوئے واپس چلے گئے۔

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت کا یہ تذکرہ آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد خطبے کے دوسرے حصّے میں 4 مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلا ذکر مکرم عبدالقادر صاحب ابن بشیر احمد صاحب بازید خیل پشاور کا تھا جنہیں 11؍ فروری کو 65 برس کی عمر میں شہید کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ شہید مرحوم اپنے چچا کے کلینک پر کام کرتے تھے جہاں دیگر احباب کے ساتھ کمرے میں ظہر کی نماز ادا کرنے لگے تھے کہ گھنٹی بجی جس پر آپ نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے لڑکے نے آپ پر فائرنگ کر دی۔ جنوری 2009ء میں اسی کلینک پر حملہ ہونے پر شہید مرحوم کی ٹانگ پر گولی لگی تھی۔ آپ نمازِ تہجد اور تلاوت قرآن کے پابند، دعوتِ الیٰ اللہ کا جوش رکھنے والے، خلافت کے شیدائی، نہایت شفیق اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

دوسرا ذکر مکرم اکبر علی صاحب اسیر راہِ مولیٰ ابن ابراہیم صاحب آف شوکت کالونی ضلع ننکانہ صاحب کا تھا۔ مرحوم 16 فروری کو شیخوپورہ جیل میں بحالتِ اسیری 55 برس کی عمر میں بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد کے ذریعے 1920ء میں ہوا تھا۔ مرحوم فوج سے بحیثیت حوالدار ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ دعوتِ الیٰ اللہ کا شوق رکھنے والے، مہمان نواز، غریبوں کے ہمدرد تھے۔ پسماندگان میں دو بیوگان ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

تیسرا ذکرِ خیر مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب وکیل المال ثالث، نائب صدر انصار اللہ پاکستان اور نائب افسر جلسہ سالانہ ربوہ کا تھا جو 67 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے پنجاب یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس اور تاریخ میں ایم اے کیا پھر دو سال سرکاری ملازمت میں بطور لیکچرر کام کیا۔ جہاں سے استعفیٰ دے کر 1982ء میں زندگی وقف کر دی اور مختلف حیثیتوں میں تقریباً 38 سال خدمت کی توفیق ملی۔ انڈونیشیا، سنگاپور، برما، سری لنکا، نیپال اور یوگنڈا وغیرہ ممالک کے دورہ جات کا بھی موقع ملا جہاں جماعتی نظام اور خلافت سے مضبوط تعلق استوار کرنے کے لیے بڑی گہرائی میں جا کر کام کیا۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی مرکزی عاملہ اور قضا بورڈ سمیت مختلف کمیٹیوں کے ممبر رہے۔ جماعتی اموال کی حفاظت کرنے والے، خلافت کے وفادار اور جماعتی روایات کے امین تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹے خرم عثمان صاحب واقفِ زندگی اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

اگلا ذکرِ خیر مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ کا تھا جو 17؍ فروری کو 81 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد محترم صوفی غلام محمد صاحب کے ذریعے 1927ء میں آئی۔ مرحوم نے ایم اے اکنامکس اور ایل ایل بی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایک خواب کی بِنا پر 1970ء میں زندگی وقف کی۔ پچاس سال سے زائد عرصہ خدمت میں وکالت مال علیا اور وکالت مال ثانی میں کام کرنے کے علاوہ مشیر قانونی تحریکِ جدید اور یوگنڈا میں بطور ٹیچر خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے لاہور میں مختلف وکلاء کے ساتھ انکم ٹیکس اور جائیداد کے کام کی ٹریننگ دلوائی۔ 1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ مقرر فرمایا تا وفات آپ اسی خدمت پر مامور تھے۔ دوسروں کا دکھ بانٹنے والے، خوش مزاج، نوافل اور تلاوت کے عادی، درود شریف بکثرت پڑھنے والے بڑے ہمدرد انسان تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا: جب مَیں ناظرِ اعلیٰ تھا اور اس سے پہلے بھی بعض معاملات میں ان کے ساتھ واسطہ پڑا۔ بڑا توکل تھا ان میں، خلیفۂ وقت کی دعاؤں پر بڑا یقین تھا ہمیشہ صدقہ و خیرات اور دعاؤں کے ساتھ کام شروع کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی کشائش بھی عطا کی تھی اور اس سے ہمیشہ غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ایک بیٹے حافظ اعجاز احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ اور استاد جامعہ احمدیہ یو کے ہیں جبکہ ایک اور واقفِ زندگی بیٹے نصر احمد طاہر ریویو آف ریلیجنز کینیڈا میں کام کر رہے ہیں۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی اور ان کا نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

☆…☆…☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05؍ فروری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

تین موقعے ایسے آئے ہیں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے جنت خرید لی ہے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد، ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ
غزوۂ ذات الرقاع، فتح مکہ، غزوۂ تبوک کے بعض واقعات نیز حضرت عثمانؓ کے دور میں ہونے والی فتوحات کا تذکرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کی رات ایک صالح شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت ابوبکرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑ دیا گیا ہے
اور حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے اور حضرت عثمانؓ کو حضرت عمرؓ سے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ ایک غزوہ تھا غزوۂ ذات الرقاع۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نجد میں غطفان کے قبیلہ بنو ثَعْلَبہ اور بنو مُحَارِبْ پر حملہ کے لیے چار سو یا ایک روایت کے مطابق سات سو صحابہ کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے اور مدینہ میں حضرت عثمانؓ کو امیر مقرر فرمایا اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابوذر غِفَاریؓ کو امیر مقرر فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نجد میں نَخْل مقام پر پہنچے جسے ذَاتُ الرِّقَاع کہتے ہیں۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کے لیے بڑا لشکر تیار تھا۔ دونوں گروہ ایک دوسرے کے بالمقابل ہوئے تاہم جنگ نہ ہوئی اور لوگ ایک دوسرے سے خوفزدہ رہے۔ اسی جنگ کے دوران پہلی مرتبہ مسلمانوں نے صلوٰۃِ خوف ادا کی۔

(سیرت ابن ھشام صفحہ ۶۱۴ تا ۶۱۵ غزوۃ ذات الرقاع مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

(طبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۲ صفحہ ۲۸۰ غزوۃ رسول اللہ ﷺ ذات الرقاع مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۶ء)

اس غزوہ کی وجہ تسمیہ کے بارہ میں یہ بھی ذکر آتا ہے کہ اسے ذات الرقاع اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں صحابہ نے اپنے جھنڈوں میں پیوند لگائے ہوئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس علاقے میں درخت یا پہاڑ تھا جس کا نام ذات الرقاع ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ذکر ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک حملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم چھ آدمی تھے۔ ہمارے پاس ایک مشترکہ اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ ہمارے پاؤں پھٹ گئے یعنی غزوہ میں چھ آدمی نہیں تھے۔ یہ چھ آدمی اس اونٹ کے لیے تھے۔ اور میرے دونوں پاؤں بھی پھٹ گئے اور میرے ناخن گر گئے اور ہم اپنے پاؤں پر کپڑوں کے ٹکڑے لپیٹتے تھے۔ اس لیے اس کا نام غزوۂ ذات الرقاع یعنی چیتھڑوں والی لڑائی رکھا گیا کیونکہ ہم کپڑوں کے ٹکڑے اپنے پیروں پر باندھے ہوئے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی غزوہ ذات الرّقاع حدیث نمبر ۴۱۲۸)

یہ ایک نوٹ ہے وہ بھی بیان کر دیتا ہوں۔ ریسرچ سیل نے ٹھیک نوٹ لکھا ہے کہ کتب تاریخ و سِیَر کے مطابق غزوۂ ذات الرقاع چار ہجری میں ہوا تھا جبکہ امام بخاری نے اس غزوہ کو غزوۂ خیبر کے بعد قرار دیا ہے کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اس غزوہ میں شامل ہوئے تھے اور وہ غزوۂ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اس لیے سات ہجری کی تاریخ اس غزوہ کی زیادہ قرین قیاس ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ ۶۱۴ غزوۃ ذات الرقاع مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء ۲ صفحہ ۲۸۰ غزوۃ رسول اللہ ﷺ ذات الرقاع، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۶ء) (صحیح البخاری کتاب المغازی غزوہ ذات الرّقاع حدیث نمبر ۴۱۲۸)

فتح مکہ کے ضمن میں جو روایات ہیں جو 8؍ ہجری میں ہوئی اس میں ایک تفصیلی روایت سنن نسائی میں یوں مذکور ہے جس میں فتح مکہ کے موقع پر ان افراد کی تفصیل بیان ہوئی ہے جن کے قتل کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ارشاد جاری ہوا تھا۔ حضرت مُصْعَب بن سَعدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ باقی سب کفار کو امان دے دی تھی۔ آپؐ نے فرمایا ان چار کو قتل کر دو خواہ تم انہیں کعبہ کے پردوں سے چمٹے ہوئے پاؤ۔ وہ عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن خَطَل، مَقِیس بن صُبَابَہ اور عبداللہ بن سعد بن اَبِی سَرح تھے۔ عبداللہ بن خَطَل جب پکڑا گیا تو اس نے خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑا ہوا تھا۔ حضرت سعید بن حُرَیْثؓ اور حضرت عمّار بن یاسرؓ دونوں اس کی طرف لپکے اور سعیدؓ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ مَقِیس کو لوگوں نے بازار میں پایا اور اسے قتل کر دیا۔ عکرمہ سمندر کی طرف بھاگ گیا۔ کشتی پر سوار لوگوں کو سمندری طوفان نے آلیا۔ اس پر کشتی والوں نے کہا تم لوگ اخلاص اور سچائی سے کام لو کیونکہ تمہارے معبود یہاں کچھ فائدہ نہیں دیں گے۔ اس پر عکرمہ نے کہا بخدا! مجھے سمندر میں اگر کوئی چیز بچائے گی تو اخلاص و سچائی ہے اور خشکی پر بھی اخلاص و سچائی ہی مجھے بچائے گی۔ اے اللہ! میں تجھ سے پختہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تُو مجھے اس طوفان سے محفوظ رکھے تو میں ضرور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھوں گا اور مَیں ضرور انہیں عفو کرنے والا اور کریم پاؤں گا۔ پھر وہ واپس آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس بارہ میں زیادہ مشہور روایت تو یہی ہے کہ جہاز پر چڑھنے سے پہلے ہی اس کی بیوی نے آ کر اسے قائل کر لیا تھا اور واپس لے گئی تھی۔ یہ روایت بھی آگے آ جائے گی۔ بہرحال یہ سنن نسائی کی ایک روایت ہے۔ جہاں تک عبداللہ بن ابی سرح کا تعلق ہے تو وہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہاں چھپ گیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت عثمانؓ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے اور عرض کی یا رسول اللہؐ! عبداللہ کی بیعت قبول فرمائیں۔ آپؐ نے اپنا سر اٹھا کر اس کی طرف تین مرتبہ دیکھا اور تینوں مرتبہ انکار کیا۔ بہرحال آخر آپؐ نے اس کی بیعت لے لی اور پھر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی صاحبِ عقل شخص نہ تھا جو اس شخص کو قتل کر دیتا جس کی بیعت لینے سے میں نے تخلف کیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہمیں کیسے علم ہوتا کہ آپؐ کے دل میں کیا تھا۔ آپؐ نے کیوں نہ آنکھ سے ہمیں اشارہ کیا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ آنکھوں کی خیانت کا مرتکب ہو۔ یہ روایت سنن ابوداؤد میں بھی ہے۔ البتہ سنن ابوداؤد میں ایک دوسری روایت بھی موجود ہے لیکن اس روایت کے آخری فقرات یعنی اس کو قتل کرنے وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ اس روایت میں بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ اسے شیطان نے بہکا دیا۔ وہ کفار سے مل گیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس کے لیے پناہ طلب کی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پناہ دے دی۔

(سنن النسائی کتاب المحاربۃ باب الحکم فی المرتد حدیث ۴۰۷۲)

(سنن ابوداؤد کتاب الحدود باب الحکم فی من ارتد، حدیث ۴۳۵۸-۴۳۵۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ قتل کرنا تھا کیوں نہیں قتل کیا؟ اس کے بارے میں ایک وضاحت یہ بھی کی جاتی ہے کہ اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو یہ فرمانا کہ جب میں نے بیعت لینے میں تامل کیا تو تم لوگوں نے اس کو قتل کیوں نہ کر دیا محلِ نظر ہے کیونکہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی

بیعت نہ لینا چاہتے اور اس کے قتل کے فیصلہ پر قائم رہنا پسند فرماتے تو اس کو قتل کرنے کا ارشاد فرما سکتے تھے۔ آپؐ فاتح تھے، سربراہِ ریاست تھے اور اس کے قتل کا فیصلہ بھی مبنی بر انصاف تھا۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ اس روایت میں کسی راوی کی اپنی رائے یا خیال شامل ہو گیا ہو۔ مزید برآں یہ روایت بخاری اور مسلم میں موجود نہیں ہے اور ابوداؤد میں اسی مضمون کی ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور اس میں قتل کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر 15 کی تفسیر کرتے ہوئے اس واقعہ کا تذکرہ یوں بیان کرتے ہیں کہ

''اس آیت کے ساتھ ایک تاریخی واقعہ بھی وابستہ ہے جس کا یہاں بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتب وحی تھا جس کا نام عبداللہ بن ابی سرح تھا۔ آپؐ پر جب کوئی وحی نازل ہوتی تو اسے بلوا کر لکھوا دیتے۔ ایک دن آپؐ یہی آیتیں اسے لکھوا رہے تھے۔ جب آپؐ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پر پہنچے تو اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وحی ہے۔ اس کو لکھ لو۔ اس بدبخت کو یہ خیال نہ آیا کہ پچھلی آیتوں کے نتیجہ میں یہ آیت طبعی طور پر آپ ہی بن جاتی ہے۔ اس نے سمجھا کہ جس طرح میرے منہ سے یہ آیت نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وحی قرار دے دیا ہے اسی طرح آپؐ نعوذ باللہ خود سارا قرآن بنا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ مرتد ہو گیا اور مکہ چلا گیا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر جن لوگوں کو قتل کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا ان میں ایک عبداللہ بن ابی سرح بھی تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے پناہ دے دی اور وہ آپؓ کے گھر میں تین دن چھپا رہا۔ ایک دن جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن ابی سرح کو بھی آپؐ کی خدمت میں لے گئے اور اس کی بیعت قبول کرنے کی درخواست کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو کچھ دیر تامل فرمایا مگر پھر آپؐ نے اس کی بیعت لے لی۔ اور اس طرح دوبارہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 139)

سنن نسائی کی بیان کردہ روایت میں عکرمہ بن ابوجہل کے قبولِ اسلام کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے جبکہ کتبِ سیرت میں اس کے اسلام قبول کرنے کی جو تفصیلات بیان ہوئی ہیں جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا ذرا مختلف ہیں کہ عکرمہ بن ابوجہل ان لوگوں میں سے تھا جن کے قتل کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا ہوا تھا۔ عکرمہ اور اس کا والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتا تھا اور وہ مسلمانوں پر بہت زیادہ سختی کرتا تھا۔ جب اسے علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون بہانے کا حکم دیا ہے تو وہ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس کی بیوی نے بعد اس کے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا اس کا پیچھا کیا اور اس نے عکرمہ کو سمندر کے ساحل پر پایا جب وہ کشتی پر سوار ہونے کا ارادہ کر رہا تھا۔ ایک قول کے مطابق اس نے عکرمہ کو تب پایا جبکہ وہ کشتی میں سوار ہو چکا تھا۔ اس نے عکرمہ کو یہ کہتے ہوئے روکا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! مَیں تمہارے پاس اس انسان کی طرف سے آئی ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ جوڑنے والے اور لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور لوگوں میں سب سے زیادہ خیرخواہ ہیں۔ تُو اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈال کیونکہ میں تمہارے لیے امان طلب کر چکی ہوں۔ اس پر وہ اپنی بیوی کے ساتھ آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور اس کا اسلام بہت خوبصورت رہا۔

روایت میں آتا ہے کہ جب عکرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی نے مجھے بتایا ہے کہ آپؐ نے مجھے امان دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تُو نے سچ کہا۔ یقیناً تُو امن میں ہے۔ اس پر عکرمہ نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس نے اپنا سر شرم سے نیچے جھکا لیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اے عکرمہ! تُو مجھ سے جو بھی چیز مانگے گا اگر میں اس کی طاقت رکھتا ہوں گا تو ضرور تجھے دوں گا۔ عکرمہ نے عرض کیا کہ میری ہر اس عداوت کے لیے بخشش کی دعا کر دیں جو میں نے آپؐ سے روا رکھی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! عکرمہ کی ہر وہ عداوت اس کو بخش دے جو اس نے مجھ سے روا رکھی یا ہر وہ بُری بات بخش دے جو اس نے کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے سرشار اٹھے اور اپنی چادر اس پر ڈال دی اور فرمایا: خوش آمدید اس شخص کو جو ایمان لانے کی حالت میں اور ہجرت کرنے کی حالت میں ہمارے پاس آیا۔ عکرمہ بعد میں بڑے جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

عکرمہ کے ایمان لانے سے وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے بیان فرمائی تھی کہ آپؐ نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ جنت میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں انگور کا ایک خوشہ دیکھا جو آپؐ کو بہت اچھا لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کس کے لیے ہے تو کہا گیا کہ ابوجہل کے لیے ہے۔ یہ بات آپؐ پر گراں گزری۔ آپ کو اچھی نہیں لگی، پریشان ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: جنت میں تو سوائے مومن جان کے اَور کوئی داخل نہیں ہوتا تو یہ ابوجہل کے لیے کس طرح؟ پھر جب عکرمہ بن ابوجہل نے اسلام قبول کیا تو آپؐ اس سے خوش ہوئے اور اس خوشہ کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ اس سے مراد عکرمہ تھا۔

(السيرة الحلبيہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۲-۱۳۳ باب ذکر مغازیہ غزوہ فتح مکّہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

غزوۂ تبوک جو رجب 9ہجری میں ہوئی اس غزوۂ تبوک کو جَیشُ الْعُسْرَۃ یعنی تنگی والا لشکر بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ کی تیاری کے لیے حضرت عثمانؓ کو جس مالی خدمت کی توفیق ملی اس کا تذکرہ یوں ملتا ہے کہ غزوۂ تبوک کو جیش العسرۃ یعنی تنگی والا لشکر بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ کی تیاری کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریک فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے شام کی طرف تجارت کی غرض سے تیار کیا جانے والا اپنا سو اونٹوں کا قافلہ ان کے کجاووں اور پالانوں سمیت پیش کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تحریک فرمائی تو اس غزوہ کی ضروریات کے پیش نظر حضرت عثمانؓ نے مزید سو اونٹ کجاووں اور پالانوں کے ساتھ تیار کروا کر پیش کر دیے۔ آپؐ نے پھر تحریک فرمائی تو تیسری مرتبہ حضرت عثمانؓ نے پھر مزید ایک سو اونٹ کجاووں اور پالانوں کے ساتھ تیار کروا کے آپؐ کی خدمت میں پیش کیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر سے نیچے اترے تو آپؐ نے فرمایا مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ۔ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ۔ اس کے بعد عثمان جو بھی کرے اس کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہو گا۔ اس کے بعد عثمان جو بھی کرے اس کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ حضرت عثمانؓ نے دو سو اوقیہ سونا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حاضر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ایک ہزار دینار ڈال دیے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھولی میں پڑے دیناروں کو الٹتے پلٹتے رہے اور دو مرتبہ فرمایا: مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ۔ آج کے بعد عثمان جو بھی کرے گا اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر دس ہزار دینار عطا کیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے لیے یہ دعا کی۔ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا عُثْمَانُ مَا اَسْرَرْتَ وَمَا اَعْلَنْتَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا يُبَالِيْ مَا عَمِلَ بَعْدَهَا کہ اے عثمان! اللہ تجھ سے مغفرت کا سلوک فرمائے جو تُو نے مخفی طور پر کیا اور جو تُو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کے بعد وہ جو بھی عمل کرے اسے کوئی فکر نہیں ہونی چاہیے۔

ایک روایت کے مطابق آپؓ نے اس جنگ کی تیاری کے لیے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے پیش کیے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ سے فرمایا: اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے وہ سب کچھ معاف فرمائے جو تُو نے مخفی طور پر کیا اور جو تُو نے اعلانیہ کیا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس عمل کے بعد یہ جو بھی کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ کے حق میں یہ دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ ارْضِ عَنْ عُثْمَانَ فَاِنِّيْ عَنْهُ رَاضٍ کہ اے اللہ! تُو عثمان سے راضی ہو جا کیونکہ مَیں اس سے راضی ہوں۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ جلد ۴ صفحہ ۶۸، ۶۶ تا ۷۱ غزوۃ تبوک۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عثمان .... حدیث ۳۷۰۰، ۳۷۰۱)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''صحابہ نے بعض دفعہ اپنے گھر کا مال و اسباب بیچ کر جنگ کے اخراجات پورے کیے بلکہ یہ بھی نظر آتا کہ بعض دفعہ انہوں نے اپنی جائیدادیں بیچ کر دوسروں پر خرچ کر دیں اور ان کے لیے تمام ضروریات مہیا کیں۔ چنانچہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا کہ فلاں سفر پر ہماری فوج جانے والی ہے مگر مومنوں کے پاس کوئی چیز نہیں۔ کیا کوئی تم میں سے ہے جو ثواب حاصل کرے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اٹھے اور آپؓ نے اپنا اندوختہ نکال کر وہ رقم مسلمانوں کے اخراجات کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر

دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا تو فرمایا عثمانؓ نے جنت خرید لی۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک کنواں بک رہا تھا۔ مسلمانوں کو چونکہ ان دنوں پانی کی بہت تکلیف تھی اس لیے آپؐ نے اس موقع پر پھر فرمایا کوئی ہے جو ثواب حاصل کرے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مَیں حاضر ہوں۔ چنانچہ آپؓ نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ عثمان نے جنت خرید لی۔ اسی طرح ایک اَور موقع پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی الفاظ کہے۔ غرض تین موقعے ایسے آئے ہیں جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے جنت خرید لی ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 98-99 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 18 فروری 1938ء)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق بارہا یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے جنت خرید لی اور وہ جنتی ہیں اور ایک دفعہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے دوبارہ بیعت لی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ میں اس کی طرف سے اپنے ہاتھ پر رکھتا ہوں۔ اس طرح آپؐ نے اپنے ہاتھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا اور پھر ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا اے عثمان! خدا تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا۔ منافق چاہیں گے کہ وہ تیری اس قمیص کو اتار دیں مگر تُو اس قمیص کو اُتاریو نہیں۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہیں کہ اس قمیص کو نہ اتارنا اور جو تم سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں گے وہ منافق ہوں گے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 100 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 18 فروری 1938ء)

تو اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وہ لوگ جو بھی تھے وہ منافق تھے کیونکہ ان کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دی۔

حضرت خلیفہ ثالثؒ نے ایک جگہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ ’’جنگی ضرورت تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے ضرورت حقہ کو رکھا اور مالی قربانیاں پیش کرنے کی انہیں تلقین کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اپنا سارا مال لے کر آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے کر آ گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری یہ پیشکش قبول کر لی جائے کہ میں دس ہزار صحابہؓ کا پورا خرچ برداشت کروں گا اور اس کے علاوہ آپؓ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے۔‘‘ (خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 341 خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اکتوبر 1968ء)

حضرت عثمانؓ کا حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں کیا کردار تھا اور آپ کا مقام اور مرتبہ کیا تھا؟ حضرت ابوبکرؓ آپ کو کس طرح کا مقام دیتے تھے۔ کیا سمجھتے تھے؟ حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت میں حضرت عثمانؓ ان صحابہ اور اہل شوریٰ میں سے تھے جن سے اہم ترین مسائل میں رائے لی جاتی تھی۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کر کے اسے ختم کر دیا تو روم پر چڑھائی کرنے اور مختلف اطراف میں مجاہدین کو روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ طلب کیا۔ بعض صحابہ نے مشورہ دیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے مزید مشورہ طلب فرمایا۔ جس پر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ آپؓ اس دین کے ماننے والوں کے خیر خواہ اور مشفق ہیں۔ پس آپؓ جس رائے کو عام لوگوں کے لیے مفید سمجھیں تو اس پر عمل کرنے کا پختہ عزم کر لیں کیونکہ آپؓ کے بارے میں بدظنی نہیں کی جا سکتی۔ یعنی حضرت ابوبکر کو عرض کیا کہ آپؓ کے بارے میں بدظنی نہیں کی جا سکتی۔ اس پر حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت سعید بن زیدؓ اور اس مجلس میں موجود مہاجرین و انصار نے کہا حضرت عثمانؓ نے سچ کہا ہے۔ آپؓ جو مناسب سمجھیں کر گزریں۔ ہم نہ تو آپؓ کی مخالفت کریں گے اور نہ ہی آپؓ پر کوئی الزام لگائیں گے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے گفتگو کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بیان کیا جس کا وہ اہل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر اسلام کے ذریعے سے فضل نازل فرمایا اور جہاد کے ذریعہ تمہیں عزت بخشی اور اس دین کے ذریعہ تم لوگوں کو تمام ادیان پر فضیلت بخشی۔ پس اے اللہ کے بندو! ملک شام میں روم کے ساتھ جنگ کے لیے لشکر کی تیاری کرو۔

(ماخوذ از تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر جلد 1 جز 2 صفحہ 46 دار احیاء التراث العربی 2001ء)

حضرت ابوبکرؓ نے جب اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ حضرت اَبان بن سعیدؓ کے بعد کس کو بحرین کا گورنر بنا کر بھیجا جائے تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے عرض کیا اس آدمی کو بھیجیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں پر گورنر مقرر فرمایا تھا اور وہ ان کے قبول اسلام اور اطاعت کرنے کا موجب ہوا تھا اور وہ ان لوگوں سے اور ان کے علاقے سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔ وہ عَلَاء بن حَضْرَمی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عَلَاء بن حَضْرَمی کو بحرین بھیجنے پر اتفاق کر لیا۔

(کنز العمال جلد ۳ جزء ۵ صفحہ ۲۴۸ کتاب الخلافۃ مع الامارۃ روایت ۱۴۰۸۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۴ء)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ بارش نہیں ہوئی۔ لوگ حضرت ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آسمان بارش نہیں برسا رہا اور زمین فصلیں نہیں اگا رہی۔ لوگ سخت شدید مصیبت کا شکار ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم لوگ جاؤ اور شام تک صبر سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانی کو دور فرما دے گا۔ اتنے میں حضرت عثمانؓ کا سو اونٹوں کا تجارتی قافلہ گندم یا کھانے کا سامان لادے شام سے مدینہ پہنچ گیا۔ اس کی خبر سن کر لوگ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت عثمانؓ لوگوں میں نکلے اور پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ قحط سالی کا زمانہ ہے۔ آسمان بارش نہیں برسا رہا اور زمین بھی فصلیں نہیں اگا رہی۔ لوگ شدید پریشانی کا شکار ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس غلّہ ہے۔ آپ اسے ہمارے پاس فروخت کر دیں تا کہ ہم اسے فقراء اور مساکین تک پہنچا دیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: بہت اچھا! اندر آ جاؤ۔ اندر آ کے خرید لیں۔ تاجر لوگ آپ کے گھر میں داخل ہوئے اور غلے کو حضرت عثمانؓ کے گھر میں پڑا ہوا پایا۔ حضرت عثمانؓ نے تاجروں سے کہا جو سامان میں نے ملک شام سے، جو جہاں سے میں نے خریدا ہے میری قیمت خرید پر آپ کتنا منافع دیں گے؟ شام سے سامان لے کر آیا ہوں۔ میں یہاں وہاں سے خرید کے لایا ہوں۔ تم مجھے بتاؤ تم مجھے اس پر کتنا منافع دو گے؟ وہاں جتنے لوگ تھے کچھ مفت تقسیم کرنا چاہتے تھے کچھ تاجر تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دس کے بارہ دے دیں گے۔ اگر اس کی قیمت دس درہم ہے تو ہم بارہ دے دیتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہم دس کے پندرہ دے دیں گے۔ دس کے بجائے ہم پندرہ دینے کو تیار ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا اے ابوعمرو! مدینہ میں تو ہمارے علاوہ اَور کوئی تاجر نہیں ہے۔ تو کون آپ کو اس سے زیادہ دے رہا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے ہر درہم کے بدلے دس زیادہ دے رہا ہے۔ ہر ایک کے بدلے میں دس گنا دے رہا ہے۔ کیا آپ لوگ اس سے زیادہ دے سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں ہم تو اس سے زیادہ نہیں دے سکتے۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا: مَیں اللہ کو گواہ بناتے ہوئے اس غلے کو مسلمانوں کے فقراء پر صدقہ کرتا ہوں۔ یعنی یہ سارے کا سارا غلہ میں غریبوں کو دیتا ہوں اور اس کی کوئی قیمت نہیں لوں گا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس دن یہ واقعہ ہوا، غلہ تقسیم کیا گیا، صدقہ دیا گیا میں نے اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ ایک غیر عربی گھوڑے پر سوار ہیں جو بڑے جثے والا ہے۔ آپؐ پر نور کی پوشاک ہے اور آپؐ کے پیروں میں نور کی جوتیاں ہیں اور ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اور آپؐ جلدی میں ہیں۔ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! مَیں آپؐ کا اور آپؐ سے گفتگو کا بہت مشتاق ہوں۔ آپؐ اتنی جلدی میں کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عباس! عثمان نے ایک صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے اور جنّت میں اس کی شادی کی ہے اور ہمیں ان کی شادی میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان لعلی محمد الصلابی صفحہ ۵۱-۵۲ الفصل الاول، ذو النورین عثمان بن عفان بین مکۃ والمدینۃ، دار المعرفۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

حضرت عثمانؓ کا ’’حضرت عمرؓ کے عہد میں کردار اور مقام اور مرتبہ‘‘ کے بارے میں یہ چند باتیں بیان کرتا ہوں۔

جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو آپؓ نے بڑے صحابہ سے بیت المال سے اپنے وظیفہ کے متعلق مشورہ کیا۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا۔ کھائیے اور کھلائیے۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان لعلی محمد الصلابی صفحہ ۵۳ الفصل الاول، ذو النورین عثمان بن عفان بین مکۃ والمدینۃ، دار المعرفۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

جو آپ کی ضروریات ہیں آپ پوری کریں اور جو لوگوں کی ضروریات ہیں وہ بھی پوری کریں۔ کوئی

فکس (fix) کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب اسلامی فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا اور مال کی کثرت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے صحابہ میں سے بعض کو اس مال کے بارے میں مشاورت کے لیے اکٹھا کیا۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا: میں دیکھتا ہوں کہ مال بہت ہو گیا ہے جو لوگوں کے لیے کافی ہے۔ اگر لوگوں کے اعداد و شمار اکٹھے نہ کیے گئے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس نے لے لیا ہے اور کس نے نہیں لیا تو مجھے ڈر ہے کہ مشکلات پیدا ہوں گی بعض دفعہ لوگ دو دو دفعہ لے جائیں گے۔ باقاعدہ انتظام ہونا چاہیے۔ کھاتے بننے چاہئیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کی رائے کو اختیار فرمایا اور مردم شماری کر کے لوگوں کے نام رجسٹروں میں محفوظ کرنے کا کام عمل میں آیا۔

(سیرۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان لعلی محمد الصلابی صفحہ ۵۴ الفصل الاول، ذو النورین عثمان بن عفان بین مکة والمدینة، دار المعرفة بیروت ۲۰۰۶ء)

اور پھر باقاعدہ اس کے حساب سے ہر ایک کو امداد ملنی شروع ہوئی۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی ہے۔ اس کا پہلے اشارۃً قمیص پہننے کا اور منافقوں کا قمیص اتارنے کا ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت اَبُوبَکْرَہ سے یہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا تم میں سے کسی نے خواب دیکھی ہے۔ ایک شخص نے کہا۔ میں نے دیکھا گویا ایک ترازو آسمان سے اترا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکرؓ کو تولا گیا تو آپ ابوبکر سے بھاری نکلے۔ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو تولا گیا تو حضرت ابوبکرؓ بھاری نکلے۔ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو تولا گیا تو حضرت عمرؓ بھاری نکلے۔ پھر ترازو اٹھا لیا گیا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے ناپسندیدگی دیکھی۔ آپؐ نے اس خواب پر خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ بڑی ناپسندیدگی ہوئی۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی الخلفاء حدیث نمبر ۴۶۳۴)

ایک اَور روایت یوں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی رات ایک صالح شخص کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑ دیا گیا ہے اور حضرت عمر کو حضرت ابوبکر سے اور حضرت عثمان کو حضرت عمرؓ سے۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر آئے تو ہم نے کہا کہ مرد صالح سے مراد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بعض کا بعض سے جوڑے جانے کا مطلب یہ ہے کہ یہی لوگ اس امر یعنی دین کے والی ہوں گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی الخلفاء حدیث نمبر ۴۶۳۶)

حضرت سَمُرَہ بن جُنْدُبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا گویا کہ آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا۔ پہلے حضرت ابوبکر آئے تو اس کی دونوں لکڑیاں پکڑ کر اس میں سے تھوڑا سا پیا۔ پھر عمر آئے تو اس کی دونوں لکڑیاں پکڑیں اور انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر عثمان آئے اور اس کی دونوں لکڑیاں پکڑیں اور خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر حضرت علی آئے اور اس کی دونوں لکڑیاں پکڑیں تو وہ چھلک گیا اور اس میں سے کچھ ان کے اوپر بھی پڑ گیا۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی الخلفاء حدیث نمبر ۴۶۳۷)

خلافت کی ترتیب کے لحاظ سے یہ بھی اشارہ تھا اور علیؓ کے ساتھ جو سارا دور گزرا وہ مشکلات کا ہی تھا۔ اس طرف اشارہ تھا کہ صحیح طرح پینے کا موقع نہیں ملا۔

حضرت عثمانؓ کے انتخاب خلافت کے لیے جو مجلس شوریٰ قائم ہوئی تھی اس بارے میں حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمَہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ اپنے اوپر ہونے والے حملے کے بعد جب ابھی ٹھیک تھے تو آپؓ سے بار بار درخواست کی جاتی کہ آپؓ کسی کو خلیفہ مقرر فرما دیں لیکن آپؓ انکار فرماتے۔ ایک روز آپؓ منبر پر تشریف لائے اور چند کلمات کہے اور فرمایا اگر میں مر جاؤں تو تمہارا معاملہ ان چھ افراد کے ذمہ ہو گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں جدا ہوئے جبکہ آپؐ ان سے راضی تھے۔ علی بن ابوطالبؓ اور آپؓ کے نظیر زبیر بن عوامؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور آپؓ کے نظیر عثمان بن عفانؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ اور آپؓ کے نظیر سعد بن مالکؓ۔ پھر آپؓ نے فرمایا خبردار! مَیں تم سب کو فیصلہ کرنے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور تقسیم میں انصاف اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ ابوجعفر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے انتخاب خلافت کے لیے مجلس شوریٰ کے ارکان سے کہا کہ اپنے اس معاملے میں باہم مشورہ کرو۔ پھر اگر دونوں طرف دو دو ووٹ ہوں تو دوبارہ مشورہ کرو اور اگر چار اور دو ووٹ ہوں تو پھر جس کے ووٹ زیادہ ہوں اسے اختیار کرو۔ زید بن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر دونوں طرف تین تین ووٹ ہوں تو جس طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں گے اس طرف کے لوگوں کی سننا اور اطاعت کرنا۔ عبدالرحمٰن بن سعید بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو آپؓ نے فرمایا صہیبؓ تم لوگوں کو تین دن تک نماز پڑھائیں گے۔ یعنی کہ صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا۔ پھر فرمایا: اپنے اس معاملے میں یعنی خلافت کے بارے میں مشاورت کرو اور یہ معاملہ ان چھ افراد کے سپرد ہے۔ پھر اس کے بعد جو تمہاری مخالفت کرے اس کی گردن اڑا دو۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے کچھ دیر قبل حضرت ابوطلحہؓ کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا اے ابوطلحہ! تُو اپنی قوم انصار میں سے پچاس افراد کو لے کر ان اصحاب شوریٰ کے پاس چلے جاؤ اور انہیں تین دن تک نہ چھوڑنا یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر منتخب کر لیں۔ اے اللہ! تو ان پر میرا خلیفہ ہے۔

اسحاق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت عمرؓ کی قبر تیار ہوتے وقت کچھ دیر رکے اور اس کے بعد اصحاب شوریٰ کے ساتھ ہی رہے۔ پھر جب ان اصحاب شوریٰ نے اپنا معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کر دیا اور کہا کہ وہ جسے چاہیں امیر مقرر کر دیں تو حضرت ابوطلحہؓ اس وقت تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے گھر کے دروازے پر رہے جب تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت نہ کر لی۔

حضرت سلمہ بن ابوسلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔ پھر اس کے بعد حضرت علیؓ نے۔ حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام عمرو بن عُبَیْدَہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔ اس کے بعد لوگوں نے پے در پے آپؓ کی بیعت کی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۳۴-۳۵ ذکر الشوریٰ وماکان من امرھم، ذکر بیعة عثمان...، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۶ء)

صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی آخری بیماری میں اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کو نصائح اور مجلس شوریٰ کے حوالے سے جو تفصیل بیان ہوئی ہے اس کا ذکر یوں ملتا ہے کہ لوگوں نے کہا امیر المومنین! وصیت کر دیں۔ کسی کو خلیفہ مقرر کر جائیں۔ انہوں نے فرمایا میں اس خلافت کا حقدار ان چند لوگوں میں سے بڑھ کر اَور کسی کو نہیں پاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں فوت ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی تھے اور انہوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام لیا اور کہا عبداللہ بن عمر تمہارے ساتھ شریک رہے گا اور اس خلافت میں اس کا کوئی حق نہیں۔ یہ روایت پہلے بھی مَیں بیان کر چکا ہوں۔ اس لیے یہاں مختصر بیان کرتا ہوں۔ بہرحال حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد جب ان کی تدفین سے فراغت ہوئی تو وہ آدمی جمع ہوئے جن کا نام حضرت عمرؓ نے لیا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دو۔ حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار حضرت علیؓ کو دیا اور حضرت طلحہؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار حضرت عثمانؓ کو دیا اور حضرت سعدؓ نے کہا میں نے اپنا اختیار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے کہا آپ دونوں میں سے جو بھی اس امر سے دستبردار ہو گا ہم اسی کے حوالے اس معاملے کو کر دیں گے اور اللہ اور اسلام اس کا نگران ہو گا یعنی انتخاب خلافت کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔ ان میں سے اسی کو تجویز کرے گا جو اس کے نزدیک افضل ہے۔ اس بات نے دونوں بزرگوں کو خاموش کر دیا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ کیا آپ اس معاملے کو میرے سپرد کرتے ہیں اور اللہ میرا نگران ہے کہ جو آپ میں سے افضل ہے اس کو تجویز کرنے کے متعلق کوئی بھی کمی نہیں کروں گا۔ پھر یہی ہے کہ میرے سپرد کر دو۔ اب اس کمیٹی کی جو صدارت ہے وہ پھر میرے سپرد ہو جائے گی۔ پہلے تو ان دونوں سے کہا کہ کسی ایک کو صدر بنا دیا جائے۔ انہوں نے کہا وہ علیحدہ نہیں ہوتے، دستبردار نہیں ہوتے تو انہوں نے کہا اچھا پھر میں اس معاملے سے دستبردار ہوتا ہوں اور صدارت اس طرح ہو گی۔ بہرحال انہوں نے کہا پھر میں جو فیصلہ کروں گا وہ انصاف سے کروں گا اور اللہ میرا نگران ہے۔ ان دونوں نے کہا اچھا۔ پھر عبدالرحمٰن ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ

پکڑ کر الگ لے گئے اور کہنے لگے آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ کا تعلق ہے اور اسلام میں آپ کا جو مقام ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ اللہ آپ کا نگران ہے۔ بتائیں اگر میں آپ کو امیر بناؤں تو کیا آپ ضرور انصاف کریں گے؟ اور اگر میں عثمان کو امیر بناؤں تو آپ اس کی بات سنیں گے اور ان کا حکم مانیں گے؟ یعنی پہلے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لے گئے۔ ان سے پوچھا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ دوسرے کو تنہائی میں لے گئے یعنی اب حضرت عثمانؓ کی باری آئی اور ان سے بھی ویسے ہی کہا جب انہوں نے پختہ عہد لے لیا تو پھر آپ نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ آپ اپنا ہاتھ اٹھائیں اور انہوں نے ان سے بیعت کی اور حضرت علیؓ نے بھی ان سے بیعت کی اور گھر والے اندر آ گئے اور انہوں نے بھی ان سے بیعت کی۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب قصة البیعة حدیث ۳۷۰۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمرؓ کی وفات اور حضرت عثمانؓ کے خلیفہ منتخب ہونے کی بابت بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ جب زخمی ہوئے اور آپؓ نے محسوس کیا کہ اب آپ کا آخری وقت قریب ہے تو آپؓ نے چھ آدمیوں کے متعلق وصیت کی کہ وہ اپنے میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کر لیں۔ وہ چھ آدمی یہ تھے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی آپ نے اس مشورہ میں شریک کرنے کے لیے مقرر فرمایا مگر خلافت کا حقدار قرار نہ دیا اور وصیت کی کہ یہ سب لوگ تین دن میں فیصلہ کریں اور تین دن کے لیے صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور مشورہ کی نگرانی مقداد بن الاسودؓ کے سپرد کی اور انہیں ہدایت کی کہ وہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے فیصلہ کرنے پر مجبور کریں اور خود تلوار لے کر دروازہ پر پہرہ دیتے رہیں۔ اور فرمایا کہ جس پر کثرت رائے سے اتفاق ہو سب لوگ اس کی بیعت کریں اور اگر کوئی انکار کرے تو اسے قتل کر دو لیکن اگر دونوں طرف تین تین ہو جائیں تو عبداللہ بن عمر اُن میں سے جس کو تجویز کریں وہ خلیفہ ہو۔ اگر اس فیصلہ پر وہ راضی نہ ہوں تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں وہ خلیفہ ہو۔ آخر پانچوں اصحاب نے مشورہ کیا (کیونکہ طلحہؓ اس وقت مدینہ میں نہیں تھے) مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ بہت لمبی بحث کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ اچھا جو شخص اپنا نام واپس لینا چاہتا ہے وہ بولے۔ جب سب خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ سب سے پہلے میں اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ پھر حضرت عثمانؓ نے کہا‘‘ کہ میں بھی لیتا ہوں ’’پھر باقی دو نے‘‘ بھی کہا۔ ’’حضرت علیؓ خاموش رہے۔ آخر انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے عہد لیا کہ وہ فیصلہ کرنے میں کوئی رعایت نہیں کریں گے۔ انہوں نے عہد کیا اور سب کام ان کے سپرد ہو گیا۔‘‘ یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے سپرد ہو گیا۔ ’’حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تین دن مدینہ کے ہر گھر گئے اور مردوں اور عورتوں سے پوچھا کہ ان کی رائے کس شخص کی خلافت کے حق میں ہے۔ سب نے یہی کہا کہ انہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت منظور ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں اپنا فیصلہ دے دیا اور وہ خلیفہ ہو گئے۔‘‘

(خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 484-485)

علامہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کی 29 ذوالحجہ 23 ہجری کو پیر کے روز بیعت کی گئی۔

نَزَّال بن سَبْرَہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ہم نے باقی رہ جانے والوں میں سے سب سے بہترین شخص کا انتخاب کیا ہے اور ہم نے اس انتخاب میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

حضرت عثمانؓ نے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جب پہلا خطاب فرمایا تو اس کے بارے میں یہ روایت ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابوربیعہ مخزومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ کی بیعت کی گئی تو آپ یعنی حضرت عثمانؓ لوگوں میں تشریف لائے اور ان سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ اے لوگو! پہلے پہل جو کام کیا جائے وہ مشکل ہوتا ہے۔ نیا نیا کام کوئی پہلی دفعہ کر رہا ہو تو مشکل ہوتا ہے۔ آج کے بعد اور بھی دن آنے والے ہیں اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ تمہارے سامنے مناسب خطاب بھی کرسکوں گا۔ آج تو یہ مختصر خطاب کر رہا ہوں۔ آئندہ دن بھی آئیں گے میں مناسب خطاب کروں گا۔ پھر فرمایا: ہم کوئی خطیب نہیں ہیں مگر اللہ تعالیٰ ہمیں سکھا دے گا۔ اللہ تعالیٰ خطاب کرنے کے طریقے بھی سکھا دے گا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۳۵، عثمان بن عفان، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۶ء)

بدر بن عثمان اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ جب اہل شوریٰ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لی تو آپؓ اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپؓ ان سب سے زیادہ غمگین تھے۔ پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر آئے اور لوگوں سے خطاب کیا۔ آپؓ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا! یقیناً تم لوگ ایک ایسے گھر میں ہو جسے چھوڑ جانا ہے یعنی یہ دنیا اور تم عمر کے آخری حصوں میں ہو اس لیے موت سے پہلے پہل جس قدر نیک کام کر سکتے ہو کر لو۔ یقیناً تم موت کے گھیرے میں ہو اور یہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ خبردار! یقیناً دنیا مکر و فریب سے آراستہ ہے۔ پس تمہیں دنیاوی زندگی دھوکا نہ دے دے اور اللہ کے بارے میں سخت دھوکے باز شیطان تمہیں ہرگز دھوکے میں مبتلا نہ کرے۔ گزرے ہوئے لوگوں سے عبرت حاصل کرو اور پھر بھرپور کوشش کرو اور غافل نہ رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے غافل نہیں۔ وہ دنیادار اور ان کے بھائی کہاں ہیں جنہوں نے زمین کو پھاڑا اور اسے آباد کیا اور ایک لمبا عرصہ اس سے فائدہ حاصل کرتے رہے؟ کیا اس نے انہیں نکال باہر نہیں پھینکا؟ پس تم بھی دنیا کو وہاں پھینک دو جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے پھینکا ہوا ہے اور آخرت کو طلب کرو۔ آخرت کو طلب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آخرت کی مثال اور اس چیز کی جو بہترین ہے مثال دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا۔ (الکہف:46-47)

الکہف کی یہ آیات ہیں۔ اور ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کر جو ایسے پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا۔ پھر اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی شامل ہو گئی۔ پھر وہ چُورا چُورا ہو گئی جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے طور پر بہتر اور امنگ کے لحاظ سے بہت اچھی ہیں۔

اس کے بعد لوگ آپ کی بیعت کرنے کے لیے لپکے۔

(تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۸۷ سنہ اربع وعشرین / خطبة عثمان وقتل عبید اللہ بن عمر الھرمزان، دارالفکر بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جو فتوحات ہوئیں ان کا ذکر کرتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں درج ذیل علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات سے نوازا۔ فتح افریقیہ۔ یہ الجزائر اور مراکش کے علاقے ہیں۔ فتح اندلس، سپین 27/ ہجری۔ فتح قبرص، سائپرس (cyprus) 28/ ہجری۔ فتح طبرستان 30/ ہجری۔ فتح صَوَارِی۔ فتح آرمینیا۔ فتح خراسان 31/ ہجری۔ بلادِ روم کی طرف پیش قدمی مَروْرُوْذ، طَالَقَان، فَارِیَاب، جُوْزَجَان اور طَخَارِسْتَان کی فتوحات۔ بَلُخ، ہَرَات کی مہم 32/ ہجری۔ اس کے علاوہ اس امر کا تذکرہ بھی ملتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دَور میں ہندوستان میں اسلام کی آمد ہو گئی تھی۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد اول صفحہ 165 تا 168 دار الاشاعت کراچی 2004)

(البدایة والنھایة جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۷ سنة ۳۱ دار ھجر ۱۹۹۸ء)

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۶۲۵ سنة ۳۱ھ و صفحہ ۶۳۲ سنة ۳۲ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۸۷ء)

(برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش از محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹیٹیوٹ صفحہ 63، 65)

ان مہمات اور فتوحات کی مختصر تفصیل یوں ہے۔

27/ ہجری میں حضرت عثمانؓ نے حضرت سعد بن ابی سرح کو دس ہزار فوج دے کر افریقیہ روانہ فرمایا۔ افریقیہ سے مراد وہی مراکش اور الجزائر کا علاقہ ہے۔ پس اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

اندلس، 27/ ہجری، سپین۔ حضرت عثمان نے عبداللہ بن نَافِع بن حُصَین فِہْری اور عبداللہ بن نَافِع بن عبدِقَیس فہری کو افریقیہ سے اندلس کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ پس یہ اَنْدُلَسْ کی طرف چلے اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح سے نوازا۔

(البدایة والنھایة لابن کثیر جزء ۷ صفحہ ۱۴۷-۱۴۸، سنة ۲۷، ۲۶ھ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

فتح قبرص 28/ ہجری۔ ابومَعْشَر کا قول ہے کہ قبرص 33/ ہجری میں فتح ہوا۔ بعض لوگوں کے مطابق 27/ ہجری میں قبرص کی جنگ لڑی گئی۔ تاریخ طبری اور بِدَایَةوَالنِّھَایَة دونوں نے اس کو 28/ ہجری کے واقعات میں بیان کیا ہے۔ اس جنگ میں صحابہ میں سے حضرت ابوذر غِفاریؓ، حضرت عُبادہ بن صامتؓ اور آپ کی زوجہ حضرت اُمِّ حَرَام بنت مِلْحَانؓ حضرت مِقدادؓ، حضرت ابودَرْدَاءؓ، حضرت شَدَّاد بن اوسؓ

شامل تھے۔

قبرص ملک شام کے غربی جانب ایک اکیلا جزیرہ ہے۔ اس میں باغات اور کانیں بکثرت تھیں۔ قَبْرَص حضرت عثمانؓ کے دور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت اور حکم سے امیر معاویہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اس جنگ میں حضرت ام حَرام بنت مِلحانؓ بھی شامل تھیں جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی خبر پہلے ہی دے دی تھی۔ اس جنگ سے واپسی پر آپ کے لیے سواری لائی گئی۔ آپ اس پر سوار ہوئیں لیکن اس پر سے گر پڑیں اور آپ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی جس سے آپ کی شہادت ہوگئی۔

(تاریخ الطبری جلد ۵ صفحہ ۹۶ سنۃ ۲۸ھ۔ دارالفکر ۲۰۰۲ء)

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر جزء ۷ صفحہ ۱۴۸-۱۴۹ سنۃ ۲۸ھ۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ بھی ان شاء اللہ بیان ہو گا۔

دعا کی طرف تو آج بھی مَیں توجہ دلاتا ہوں۔ پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرے۔ ان کو پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو بھی دعاؤں کی توفیق دے۔ اپنی اصلاح کی بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی بھی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ جلد یہ اندھیرے دن ہیں روشنیوں میں بدل دے اور ہم وہاں کے احمدیوں کو بھی آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے دیکھیں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے تم نے مستقلاً اپنا یہ معمول بنا لیا ہے، یہ روٹین بنالی ہے کہ اپنے گرد و پیش کی خبر ہی نہیں رکھتے، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے ملنے والوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے معاشرے کی ذمہ داریاں نہیں نبھاتے تو یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ معیار حاصل کرنے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: اے عبداللہ! جو مجھے بتایا گیا ہے کیا یہ درست ہے کہ تم دن بھر روزے رکھے رہتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو یعنی نمازیں پڑھتے رہتے ہو، اس پر میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ تو پھر آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کبھی روزہ رکھو کبھی چھوڑ دو، رات کو قیام کرو اور سو بھی جایا کرو۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری زیارت کو آنے والے کا بھی تم پر حق ہے''۔ (بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر کے سربراہ کی حیثیت سے گھر والوں کے حقوق کس طرح ادا کیا کرتے تھے اس بارے میں حضرت اسودؓ کی روایت ہے، کہتے ہیں کہ: ''میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر کیا کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے''۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان)

تو آپ ﷺ سے زیادہ مصروف اور آپ ﷺ سے زیادہ عبادت گزار کون ہوسکتا ہے۔ لیکن دیکھیں آپ ﷺ کا اسوہ کیا ہے کتنی زیادہ گھریلو معاملات میں دلچسپی ہے کہ گھر کے کام کاج بھی کر رہے ہیں اور دوسری مصروفیات میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہت اچھا رہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں تم سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔ (ترمذی کتاب المناقب)

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر، اس اسوہ پر عمل کرتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ جولائی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آج کی دعا

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

(سورۃ الانعام: 46)

ترجمہ: پس کاٹ دی گئی اس قوم کی جڑ جنہوں نے ظلم کیا تھا۔ اور سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ ، وَ دَرْكِ الشَّقَاءِ ، وَسُوْءِ الْقَضَاءِ ، وَشَمَاتَةِ الاَعْدَاءِ

(صحیح بخاری کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جَھْدِ البَلَاءِ حدیث: ۶۳۴۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

''اے اللہ! میں ابتلا کی مشکل سے، بدبختی کی پکڑ سے، تقدیر شر سے اور اپنے اوپر دشمنوں کی ہنسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

رَبِّ اِنِّیْ مَظْلُوْمٌ فَانْتَصِرْ (تذکرہ صفحہ: 389)

ترجمہ: اے میرے رب العزت مجھ پر ظلم کیا گیا ہے۔ میری مدد فرما۔

یہ دعائیں قرآنِ مجید کی (ظالم قوم سے نجات)، پیارے رسولِ اکرم حضرت محمد ﷺ کی (مشکلات دور ہونے) اور حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی (مددِ باری تعالیٰ) کی دعائیں ہیں۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز موجودہ حالات کے پیشِ نظر مسلسل احبابِ جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرما رہے ہیں۔ آپ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 29 جنوری 2021 میں فرماتے ہیں:

''دعاؤں کی طرف اب بھی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پاکستان کے حالات کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ گھروں کی چار دیواری میں بھی اب تو محفوظ نہیں ہیں۔ اپنی جگہوں پر بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ہر جگہ جہاں مولوی کہتا ہے پولیس والے پہنچ جاتے ہیں۔ بعض شریف پولیس والے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہماری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ لیکن ہم کیا کریں کہ پریشر اتنا پڑتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے بدفطرت افسران سے بھی ہماری جان چھڑائے، ملک کی جان چھڑائے۔ ہر احمدی کو آزادی سے اور محفوظ طریقے پر اپنے وطن میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ یہ دعائیں اگر جاری رہیں تو انشاء اللہ ہم دیکھیں گے کہ مخالفین کا انجام جو ہے وہ نہایت عبرتناک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی بھی توفیق دے اور انہیں قبول بھی فرمائے۔'' آمین

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

عاملہ مجلس انصار اللہ یوکے سال 2021ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 2021 کے لئے ازراہِ شفقت درج ذیل مجلس عاملہ انصار اللہ یوکے کی منظوری عطاء فرمائی ہے۔

صدر مجلس: ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب

نائب صدر اول: مکرم منصور احمد ساقی صاحب

نائب صدر صف دوم: مکرم فہیم احمد انور صاحب

نائب صدر: مکرم رفیع احمد بھٹی صاحب

نائب صدر: مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب

نائب صدر: مکرم شکیل احمد بٹ صاحب

قائد عمومی: مکرم محمد محمود خان صاحب

ایڈیشنل قائد عمومی: مکرم نوید الظفر صاحب

قائد تجنید: مکرم محمد انور صاحب

قائد تبلیغ: مکرم احمد نصیر الدین صاحب

قائد تربیت: مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب مربی سلسلہ

قائد تعلیم: مکرم راجہ بُرھان احمد صاحب مربی سلسلہ

قائد تعلیم القرآن: مکرم فضل احمد طاہر صاحب

قائد تربیت نومبائین: مکرم عادل ظفر صاحب

قائد مال: مکرم چوہدری عبدالمنان اظہر صاحب

ایڈیشنل قائد مال: مکرم منصور قمر صاحب

قائد تحریک جدید: مکرم لقمان احمد طاہر صاحب

قائد وقف جدید: مکرم مظفر بھٹی صاحب

قائد ایثار: مکرم اشفاق خان صاحب

ایڈیشنل قائد ایثار: مکرم مظفر حسین صاحب

قائد اشاعت: مکرم نعیم گلزار صاحب

ایڈیشنل قائد اشاعت: مکرم محمد اسحاق ناصر صاحب

قائد ذہانت وصحت جسمانی: مکرم انعام اللہ خان صاحب

آڈیٹر: مکرم میاں منصور منان صاحب

زعیم اعلیٰ مقامی: مکرم ذکریا چوہدری صاحب

معاون صدر: مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب

معاون صدر: مکرم ظہیر احمد جتوئی صاحب

معاون صدر: مکرم مسعور شاہد صاحب

معاون صدر: مکرم اظہر اقبال صاحب

معاون صدر: مکرم چوہدری بشارت اللہ صاحب

اراکین خصوصی:

1۔ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب

2۔ مکرم سر افتخار احمد ایاز صاحب

3۔ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب

اللہ تعالیٰ مجلس انصار اللہ یوکے کو امسال بھی بہتر رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد محمود خان

قائد عمومی مجلس انصار اللہ یوکے

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تجلیات الٰہیہ میں تحریر فرمایا کہ

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اسقدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ کرلو۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے جو کہ ایک دن پورا ہوگا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409تا410)

---

01 مارچ 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	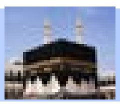	05:25	18:25
مدینہ منورہ	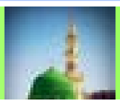	05:26	18:24
قادیان	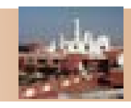	05:35	18:26
ربوہ		05:15	18:06
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:18	17:44